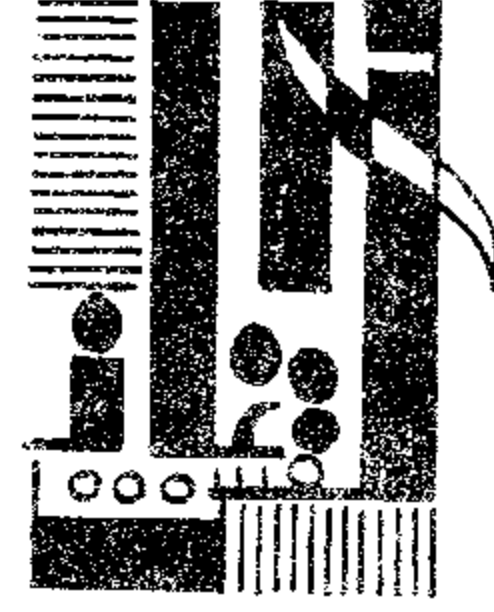


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سقوطِ کابل



بالآخر عصرِ حاضر کی سب سے بڑی انسانیت دشمن قوت روس نے مظلوم اور بے بس مسلم افغانستان کو اپنے شکنجہ استبداد میں کس لیا جس خطرہ کا الارم عرصہ سے ملتِ مسلمہ کو جھنجھوڑ رہا تھا وہ خطرہ نمودار ہو کر رہا اور حضرت عثمانؓ کے عہد کا کابل، صحابہ کرامؓ کا مفتوحہ افغانستان اس دور کے عظیم غاصب مذہب دشمن خلیفہٴ روس کے پنجہٴ ظلم میں آ گیا۔ فَاِنَّ لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاٰجِعُوْنَ۔ اِيْهَا النَّفْسُ اَجْمَلِيْ حِزْعًا فَاِنَّ مَا تُحْذِرِيْنَ قَدْ وُقِعَ

اس ظلم و عدوان پر جزع فزع کا موقع نہیں نہ زبان و قلم کو یا رائے سخن ہے۔ طولانی تقریریں بہت ہو چکی ہیں قلم کی جولانیوں اور تحریر و ادب کی بوقلمونیوں سے بھی عالمِ اسلام شکم سیر ہو چکا ہے۔ علم و دانش کی فراوانی، تحلیل و تجزیہ کی بھرمار، مذاکرات اور کانفرنسوں کی عیاشی پر جوش بیانات کے ہنگامے ان سب باتوں سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اب وقتِ عمل کا ہے عمل اور صرف عمل۔ سعی پیہم اور جہاد مسلسل۔ طوفانِ برصغیر کے آہنی اور فولادی دروں سے ٹکرا رہا ہے۔ خلیجِ عرب کی عصمتِ خطرہ میں ہے۔ حرمین الشریفین کی عظمت گستاخ نگاہوں کی زد میں ہے۔ مملکتِ اسلامیہ پاکستان زیرِ کمان ہے۔ اور عالمِ عربِ ظالم صیاد کی کندہیں، کیا ایسے وقت میں بھی ہم جیسے علم و عمل کے تہی دامنوں کے تبصروں اور اداریوں کا موقع ہے۔ کاش! یہ قلم ٹوٹ چکا ہوتا اور یہ ہاتھ شل ہو چکے ہوتے کہ اس قیامتِ کبریٰ کے بعد تو یہ لایعنی شغل جاری نہ رکھا جاتا۔ یا لیتنی میت قبل ہذا و کنت لسیا فنیسیا۔

وہ دیکھو بخارا اور سمرقند کی تاریخ اب کابل و ہرات میں دہرائی جا رہی ہے۔ قندھار و بلخ کے پر عظمت مینار جھک جھک کر ملتِ مسلمہ کو پکار رہے ہیں۔ علماء و مشائخ ایک ایک کر کے تر تیغ ہو رہے ہیں۔ مدارس و خانقاہیں روسی افواج کی اصطبل بن چکی ہیں۔ بت شکن محمود کی قبر مسمار ہونے کو ہے۔ ستر کئی معصوم مسلمانوں کے خون سے لالہ زار ہیں۔ ہاجرین کے لٹے پٹے قافلے تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کی طرح صحراؤں میں بھٹک رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی دین کی آن اور ملت کی شان پر نشانہ ہونے والے غیور افغان مجاہدین بھی تو ہیں جو اس صدی میں فدایت و ایثار، قربانی اور جہاد و جہاد کا سب سے روشن باب اپنے خون سے رقم کر رہے ہیں۔ کہ چودھویں صدی کی کتاب زندگی کا آخری ورق بدر و حسنین اور تبوک و یرموک کی عکاسی سے کیوں محروم رہے۔ — من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ۔ فمنهم من قضیٰ نحبه ومنهم من ينتظر۔ (صدق اللہ العظیم)

حق بقدر رسید | برصغیر کے علمی و دینی حلقوں کیلئے یہ خبر عظیم الشان مسرتوں کا باعث بنی کہ سعودی عرب

کے شاہ فیصل فاؤنڈیشن نے عالم اسلام کی ممتاز اور معروف علمی و دینی شخصیت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، ناظم ندوۃ العلماء کو ان کی عظیم اسلامی خدمات کے اعتراف و تحسین کے طور پر اس سال کے شاہ فیصل ایوارڈ کیلئے ان کا بھی انتخاب کیا۔ مولانا کو یہ انعام ان کی وسیع علمی و اسلامی خدمات ملک و بیرون ملک تقریروں اور نہایت مؤثر تحریر اور بلند پایہ وقیع تصانیف سلم نوجوانوں میں اسلامی روح اور ولولہ کی نشرو نما اور اسلام کے خلاف پیدا کئے گئے شکوک و شبہات کا حکیمانہ رد اور اسلامی تہذیب کا مغربی تہذیب سے نہایت بے لاگ موازنہ اور مادہ پرست مغربی نظام کا دوڑک تجزیہ اس جیسی بیشمار خدمات کے صلہ میں دیا گیا ہے۔ مولانا کی مشہور کتاب مافاضل العالم بالخطاطین اور السیرۃ النبویۃ جیسی وقیع اور مقبول کتابوں نے عالم عرب پر بالخصوص جو اثرات مرتب کئے اور انہیں اللہ تعالیٰ نے جن عظیم خدمات اور صلاحیتوں سے نوازا اور خلوص کی جو دولت انہیں ملی ان کے پیش نظر وہ کسی ایسی مادی داد و ستائش سے بلند ہیں اور عصری اعزاز و تکریم کی نہ ایسے افراد کو خواہش ہوتی ہے۔ تاہم اسلام اور مسلمانوں کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے والوں کے لئے ایک گونہ ایسے اعزازات موجب بہت افزائی بنتے ہیں۔ مولانا نہ صرف انڈیا بلکہ پورے عالم اسلام کی مشترکہ متاع اور انمول سرمایہ ہیں پھر سعودی عرب سے پاک تان کے جو خصوصی علاقے اور روابط ہیں۔ ان تمام امور نے اس انتخاب پر بجا طور پر عملی و دینی حلقوں اور اداروں کو مسرت کا ایک موقعہ ہم پہنچایا۔ اور ہم اس قدر دانی اور حقیقت شناسی پر شاہ فیصل فاؤنڈیشن کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ مولانا موصوف کی تمام زندگی ملہیت اور اخلاص پر مبنی رہی ہے۔ اور اس موقعہ پر بھی انہوں نے شاہ فیصل ایوارڈ کے ساتھ دی گئی۔ دولاکھ سعودی ریال (تقریباً ۱۰ لاکھ پاکستانی روپے) کی انعامی رقم افغانستان کے مجاہدین اور پناہ گزینوں اور دینی علوم اور قرآن کریم کے دو ایک اداروں میں تقسیم کر کے ایک بے پوت مثال قائم کر دی ہے۔ ہمارے اکابر علماء کا یہی وہ شعار اور اثار ہے جس نے ہر دور میں معاشرہ پر گہرے نقوش اور انقلابی اثرات مرتب کئے۔ مولانا نے یہ خطیر انعام وقف کر کے اپنے پیش رو اکابر کی طرح امتد و دینی مجال دما اتان فی اللہ خیر مما اتاکم۔ کا ایک عملی نمونہ پیش کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور دینی دعوت و تبلیغ کے لئے ایسی مثالی شخصیتوں کا اسوہ اپنانے کی توفیق دے۔

ایک بے پوت خادم دارالعلوم کی وفات | ۱۹۸۰ء کو دارالعلوم حقانیہ کے ایک

دیرینہ اور بے پوت خادم اور بنیادی رکن جناب الحاج شیر افضل خان صاحب آف بدرشتی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ عمر ستر سال کے لگ بھگ تھی۔ سعی و عمل، جوش اور ہمت کے لحاظ سے قابل رشک صحت تھی کہ یکایک سال قبل مرض نے آگھیر ڈاکٹروں نے سرطان کی تشخیص کی اور یوں پہاڑ کی طرح ایک فولادی شخص دنوں پہنچوں میں گھس کر منت استخوان بن گیا۔ وقت موعود آ پہنچا اور واصل بحق ہوئے۔ دوسرے دن حضرت شیخ الحدیث علامہ